تُم نے اِقرار مانگا ہے

عِفت سحر طاہر

عفت سحر پاشا

کل شبستان تخیل میں در آئی تھی نسیم
میں نے سمجھا کہ کوئی دوست کا پیغام آیا
تھا نہ ایسا مگر اے دوست تصور کے نثار
کچھ اسی طور مرے دل کو تو آرام آیا

"ابھی تو خود تم نئے نئے ہو ہمیں سکھاؤ گے عشق کرنا۔"

"یہ کام ہم نے کیا ہوا ہے یہ پانی ہم نے بھرے ہوئے ہیں۔"

وہ اس قدر معنی خیز انداز میں بولا تھا کہ تانیہ کتنی ہی دیر تک لب بھینچے بس مینو کارڈ پر نظریں جمائے بیٹھی رہی۔ پھر بہت تسلی سے گویا ہوئی۔

"فقط پانی بھر لینا معنی نہیں رکھتا نوفل احسان۔ پانی کی بھی قسمیں ہوتی ہیں اور تمہاری بدقسمتی یہ ہے کہ آج تک تم نے فقط کیچڑ آلود پانی بھرا ہے۔ صاف وشفاف ٹھنڈا میٹھا رواں چشمہ تو تمہاری راہ میں کبھی پڑا ہی نہیں ہے۔ سو یہ "بوجھ" اٹھانے کا کوئی فائدہ نہیں، جسے تم عشق و عاشقی کہتے ہو۔ تمہارے جیسے تو ایک اینٹ اٹھانے سے دس ملتے ہیں۔"

نوفل احسان کی آنکھوں میں موجود حیرت پر آہستہ آہستہ غصہ غالب آ گیا تھا۔ وہ تانیہ مراد کی جسارت پر ششدر بھی تھا۔

اس قدر مکمل مرد۔

خوب صورتی سے لے کر ایجوکیشن اور پھر فیملی بیک گراؤنڈ تک آؤٹ اسٹینڈنگ مرد کو یوں لمحوں میں اڑانے کا فن یقیناً تانیہ مراد ہی کو آتا تھا۔

لمحوں میں اس نے خود کو سنبھال کر ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلائی تھی۔

"اب یوں تو مت کہو تانیہ مراد۔ ایک زمانہ جانتا ہے نوفل احسان کو۔ تم نے تو میرے اور سڑک چھاپ عاشقوں کے درمیان لکیر تک کھینچنے کی زحمت گوارہ نہیں کی۔" اس کے لہجے سے شکوہ جھلک رہا تھا۔

"اتنی فرصت نہیں ہے مجھے۔" وہ پھر سے مینو کارڈ پر نظر دوڑانے لگی۔ اس کی بے نیازی نوفل احسان کے لیے بے حد کشش کا باعث تھی۔ وہ پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہوا تھا۔ کچھ سوچ کر مسکرایا اور پھر اپنے مخصوص مسحور کرنے والے مدھم مگر بھرپور لہجے میں بولا۔

تم لاکھ چھپاؤ چہرے سے احساس ہماری چاہت کا
دل جب بھی تمہارا دھڑکا ہے آواز یہاں تک آئی ہے

"اوہ گاڈ!" وہ بے ساختہ ہنس دی تھی۔ "بہت اسٹیمنا ہے تمہارا نوفل احسان۔ بہت پاورفل کوالٹی ہے یہ تمہاری' منٹوں میں فریق کو چت کرنے والی۔"

اس کا انداز ستائش سے پر مگر سادہ تھا۔ وہ گہری سانس لے کر کہنیاں ٹیبل پر ٹکاتے ہوئے آگے کو جھکا اور شرارت آمیز لہجے میں پوچھنے لگا۔

"آخر تم میرے کریکٹر کی طرف سے اس قدر مشکوک کیوں رہتی ہو؟"

"مشکوک؟" وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی پھر گویا تصحیح کرتے ہوئے بولی۔ "میں سو فیصد پر یقین ہوں۔ شک والی اس میں کون سی بات ہے۔"

"یار! تمہیں یقین دلانے کے لیے مجھے کیا کرنا پڑے گا۔ منگنی تو کرلی ہے تم سے مگر تم اب بھی بے یقینی کے جھولے میں جھول رہی ہو۔" وہ ٹھنڈی آہ بھر کے کہہ رہا تھا۔

"میرے خیال میں اب کھانے کو کچھ منگوا لیا جائے۔"

وہ اتنی اچانک ٹریک بدل گئی تھی کہ نوفل لب بھینچے اسے دیکھتا رہ گیا اور یہ نہیں تھا کہ تانیہ اس کی نگاہوں کے انداز سے بے خبر تھی۔

"کیا چاہتے ہو نوفل؟" بے حد رسان سے پوچھا تو اس کی توجہ پر وہ یوں مسکرایا جیسے اس کے پھر سے اس موضوع پر آنے سے اس کی خواہش پوری ہوگئی ہو۔

"میں تمہیں یہ وارننگ دینا چاہتا ہوں کہ

وہ پرندے جو آنکھ رکھتے ہیں
سب سے پہلے اسیر ہوتے ہیں

"ہاں۔" وہ لاپروائی سے مسکرائی تھی۔ پھر بہت دلچسپی سے پوچھنے لگی۔ "ویسے تمہارے دل و ذہن پہ عشق کا موسم سال میں کتنے ماہ رہتا ہے؟"

"یہ آنے جانے والا موسم نہیں ہے تانیہ مراد کہ سردیوں میں منجمد گرمیوں میں پگھلا دینے والا' بہار میں سرسبز اور خزاں میں اجاڑ بیابان۔ میرے نزدیک تو

عشق کو یہ کمال حاصل ہے
وقت بے وقت اچھا لگتا ہے

"مائی گاڈ نوفل تم تو لگ رہا ہے کہ دیوان گھول کے پی آئے ہو مگر یقین کرو کہ میں نے لنچ ٹائم میں کچھ نہیں کھایا تھا۔ اب پلیز ذرا زندگی کی طرف لوٹ آؤ۔" اس نے التجا کی تھی۔

"اسٹوپڈ کھانا پینا ہی زندگی نہیں ہوتا۔" وہ جھنجلایا تھا۔

"اب تم مکر رہے ہو نوفل۔ تم مجھے یہاں ایک اچھے سے ڈنر کے لیے لائے تھے۔" انگشت شہادت اٹھا کر وہ تنبیہی انداز میں بولی تھی۔

"اتنی اچھی لگتی ہو نا بعض اوقات۔ پتا نہیں دل کیا کیا چاہنے لگتا ہے۔" اپنے موڈ میں آکر وہ ہمیشہ بہت شگفتہ لگتا تھا۔ مگر تانیہ کو یہ بھی پتا تھا کہ خاموشی سے اسے سنے جانے کا مطلب ہے اپنی برداشت کا امتحان لینا جو اسے بہر حال مشکل ہی لگتا تھا۔

"کبھی دوسروں کے دل کا بھی خیال کرلیا کرو نوفل۔"

اپنے خوب صورت جملے کے اس قدر جھنجلائے ہوئے اثر نے نوفل کو گہری سانس لینے پر مجبور کردیا۔ مایوس ہوکر اس نے ویٹر کو اشارہ کیا تو تانیہ نے بھی سکھ کا سانس لیا تھا۔

☆......☆......☆

"سمجھ میں نہیں آتا تانیہ' تم چاہتی کیا ہو؟ اگر نوفل تمہاری طرف سے اظہار محبت چاہتا ہے تو اس میں مضائقہ ہی کیا ہے۔ یہ تو بہت فطری سی بات ہے وہ اپنے دل کی بات سچائی سے تمہیں بتاتا ہے تو تمہیں بھی رسپانس دینا چاہیے۔"

عائزہ اس کی خالہ زاد ہی نہیں بہت اچھی دوست بھی تھی اس کی مخلصی کی تو وہ ہمیشہ سے معترف رہی تھی۔ مگر بعض ایسے مقامات بھی آتے ہیں جہاں آپ کو اپنے دل سے زیادہ سچی گواہی اور کوئی نہیں لگتی۔ اس وقت تانیہ مراد بھی ایسے ہی مقام پر کھڑی تھی۔ بہت غور سے عائزہ کی بات سننے کے باوجود ایک بار بھی اس کے دل نے لبیک نہیں کہا تھا۔

"سچائی۔" اس نے بالآخر گہری سانس اندر کھینچی تھی۔ پھر قدرے مسکرا کر بولی۔ "یہی ایک بات تو اس کے الفاظ سے نہیں جھلکتی مائی ڈیئر۔"

"ڈفر ہو تم۔" عائزہ کو غصہ آیا تھا۔ "وہ کیا پاگل ہے جو مجنوں بنا تمہارے پیچھے پھرتا رہتا ہے۔ اس کی باتیں' اس کا انداز کچھ بھی تمہیں متاثر نہیں کرتا۔"

"پتا نہیں عائزہ یقین جانو مجھے کچھ بھی سمجھ میں نہیں آتا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے بس میرے دل میں سے آواز آتی ہے کہ ابھی نہیں' ٹھہر جاؤ اور پھر بہت سے لفظ میرے ہونٹوں تک آکر بے جان ہوجاتے ہیں اور میں اسے یقین محبت نہیں دے پاتی۔"

وہ بے بسی سے کہہ رہی تھی۔

"پھر بھی تانی وہ سامنے بیٹھا تم پر اپنی چاہتوں کے پھول لٹا رہا ہوتا ہے اور تم بے زاری سے ادھر ادھر دیکھ رہی ہوتی ہو کم از کم محبت کو چہرے سے تو جھلکنا چاہیے' کہنا نہ کہنا تو بعد کی بات ہے۔" عائزہ نے اسے سمجھایا تھا۔

"جو دکھائی دے جائے وہ محبت نہیں بلکہ دکھاوا کہلاتا ہے۔"

اس کی اپنی ہی منطق تھی۔ عائزہ نے جھنجلا کر اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا۔

"تم بس اپنی سائنس کی دہائی کی محبت کو دل میں دبائے ہوئے مرجانا۔"

"ابھی کہاں یار ابھی تو یہ طے ہونا ہے کہ محبت ہے یا نہیں۔" اس کا سادہ سا انداز عائزہ کو پاگل کرنے لگا۔

"دماغ ٹھیک ہے تمہارا؟ وہ بندہ اس قابل ہے کہ اسے نظر انداز کردیا جائے؟" وہ بے حد سنجیدگی سے اسے دیکھنے لگی۔

"واقعی مگر سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ یہ بات وہ بندہ خود بھی اچھی طرح جانتا ہے۔"

"تو؟" عائزہ کا ضبط اس کے مقابلے کا نہیں تھا۔

رسول خدا کی پیاری باتیں

تقویت۔ جس طرح زبان بال سے پاک ہے اسی طرح ایمان کو بے ایمانی سے پاک رکھنا چاہیے

سلام۔ سلام کرو جسے جانتے ہو اسے بھی اور جسے نہیں جانتے اسے بھی سلام کرنے میں پہل کرو۔

کسی کے گھر جانا۔ جب کسی کے گھر جاؤ تو بغیر اجازت گھر میں داخل نہ ہو، پہلے سلام کرو اور پھر اجازت مانگو۔

آداب محفل۔ جب کسی محفل میں جاؤ تو سب کو ایک بار سلام کرو اور جہاں جگہ ملے بیٹھ جاؤ دوسروں کو پھلانگتے ہوئے آگے نکلنے کی کوشش مت کرو۔

آداب گفتگو۔ کسی بھی محفل میں بیٹھ کر بلند آواز سے گفتگو نہ کرو۔ دوسروں کو نظر انداز کرکے ایک دوسرے سے چپکے چپکے گفتگو نہ کرو بلاوجہ قہقہہ لگانا اور منہ پھلا کر بیٹھنا معیوب لگتا ہے۔

کھانے کے آداب۔ بسم اللہ کہہ کر کھانا شروع کرو۔ پلیٹ میں ضرورت کے مطابق کھانا نکالو، بڑوں کا انتظار کرو، چباتے وقت آواز نہ نکالو۔ منہ بند کرکے کھاؤ۔

صلح۔ صلح کرانی نماز اور صدقے سے بہتر ہے۔

(شبنم صدیق راجپوت۔ مورو سندھ)

بمشکل ہی نارمل رہ سکی تھی۔

"تو یہ کہ ہر جگہ اپنی پرسنالٹی کیش کرانے والے نوفل احسان کو تو شاید محبت کے ہجے بھی معلوم نہیں ہیں۔"

وہ بہت اطمینان سے کہہ رہی تھی۔ عائزہ بے یقینی سے اسے دیکھنے لگی۔

"حواس میں تو ہو تم تانیہ۔ وہ تمہارا منگیتر ہے اور تمہارے یہ خیالات ہیں اس کے متعلق؟"

"خدا کے لیے عائزہ اب تم لوگ منگیتروں کے متعلق صرف رومینٹزم کے حوالے سے سوچنا چھوڑ دو۔ بعد میں بھی تو فقط پریکٹیکل اینڈ ٹیپکل لائف ہی رہ جاتی ہے پہلے ہی سے تمام صورت حال کو مدنظر رکھنا کیا اچھا نہیں

ہے؟''

''مگر اس قدر بدگمانی کے باوجود اس رشتے کا جڑنا کیا دوغلا پن نہیں ہے؟'' وہ طنزیہ انداز میں پوچھ رہی تھی۔

''بہت سے کام دوسروں کی خوشی کے لیے بھی کرنے پڑتے ہیں۔'' تانیہ کے ہونٹوں پر پھیکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

''یہ کام نہیں ہے تانیہ مراد یہ تمہاری آئندہ زندگی کی عمارت کی بنیاد میں رکھی جانے والی پہلی اینٹ ہے اور اگر پہلی اینٹ کا نام ہی دوغلا پن ہوگا تو پھر عمارت کا انجام تباہی و بربادی کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔'' وہ بری طرح سلگ اٹھی تھی۔

''میں دوغلا پن نہیں کررہی عائزہ۔'' تانیہ نے اس کے طنز سے بھرپور انداز کو بہت حوصلے سے برداشت کیا تھا۔ ''تم لوگ پتا نہیں کیوں نہیں سمجھ رہے۔ ہر رشتے کو اس کا مقام دینے کے لیے اس کی فطرت کو سمجھنا بھی بہت ضروری ہوتا ہے۔''

''مگر ہر رشتے کی فطرت کو سمجھنا ضروری نہیں ہوتا۔'' عائزہ نے اٹل انداز میں کہا تھا۔

''یہ تمہاری منطق ہے عائزہ مگر میں ظاہر پر جان دینے والوں میں سے بہرحال نہیں ہوں۔ بے روح الفاظ سوئے ہوئے جذبات کو چھیڑ تو کیا چھو بھی نہیں سکتے۔'' اس نے بھی بالکل وہی انداز اپنایا تھا۔

عائزہ نے تنگ آکر اس کے آگے ہاتھ جوڑ دیئے۔

☆......☆......☆

''ورکنگ لیڈی ہونا بہت اچھی بات ہے چچا جان' مگر تانیہ کا جاب کرنا مجھے پسند نہیں ہے۔'' وہ بڑے اطمینان سے اپنے خیالات کا اظہار کررہا تھا۔ تانیہ نے ابو کی میڈیسنز کا شاپر رکھتے ہوئے پلٹ کر اسے گھورا۔

''مائنڈ یو۔ یہ جاب میں پہلے سے کررہی ہوں۔ اب تم اس پر اعتراض کا حق نہیں رکھتے۔''

''دیکھ رہے ہیں آپ کتنا رعب جماتی ہے مجھ پر۔'' وہ ابو سے شکایت کررہا تھا۔ انہوں نے سر کے خفیف سے اشارے سے تانیہ کو گویا منع کیا تھا۔

''اور میری بات بھی نہیں مانتی۔'' وہ مزید بولا تھا۔

''جب اس حق کے قابل ہوجاؤ گے تب دیکھی جائے گی۔'' ابو کے سینے پر نیپکن پھیلاتے ہوئے وہ بہت لاپروائی سے بولی تو وہ شکایتی نظروں سے ابو کو دیکھنے لگا۔

''اوں۔'' انہوں نے نفی میں سر ہلا کر تانیہ کو روکا تو وہ گہری سانس لے کر انہیں چمچ کے ساتھ دلیہ کھلانے لگی۔

کاٹن کے سادہ سی کڑھائی والے عام سے لباس میں ملبوس بالوں کو کلپ کیے وہ کوئی غیر معمولی قسم کی لڑکی نہیں لگ رہی تھی مگر اس کی ذات میں موجود لاپروائی اور بے نیازی نے اس میں بہت کشش بھردی تھی جو کم از کم نوفل کو تو چیلنج ہی لگتی تھی۔ ان دونوں میں بہت بڑا طبقاتی فرق تھا مگر بات کرتے ہوئے اپنی ذات پر تانیہ کا اعتماد قابل رشک ہوتا تھا۔

''اب اور کتنی منتیں کرواؤ گی۔ صاف صاف بتاؤ کل آرہی ہو یا نہیں؟'' وہ قدرے خفا سا ہوگیا تھا۔ مگر تانیہ نے اثر نہیں لیا تھا۔

''بالکل بھی نہیں۔''

ابو نے اپنا لرزتا ہوا ہاتھ تانیہ کے ہاتھ پر رکھ دیا تو وہ انہیں دیکھنے لگی۔ اسی اثنا میں امی بھی عصر کی نماز سے فارغ ہوکر آگئی تھیں۔

''کیوں خوامخواہ بات کا بتنگڑ بنارہی ہو۔ جب بچہ اتنی محبت سے بلا رہا ہے تو تمہیں کیا تکلیف ہے جانے میں؟''

ان کے الفاظ نے نوفل کو بہت سکون دیا تھا۔ جب کہ تانیہ کوفت کا شکار ہونے لگی۔ ابو کے ہاتھ کا دباؤ اس کے ہاتھ پر اور بڑھا تھا پھر انہوں نے بہت دقت سے اثبات میں سر ہلایا تو وہ گہری سانس لے کر رہ گئی۔

''اوکے میں آجاؤں گی۔''

''نہ......نہ میں ڈرائیور کو بھیجوں گا۔ خود سے بالکل نہیں آنا۔''

''کیوں؟'' تانیہ نے تیوری چڑھائی تھی۔

''چچی جان آپ بھی آئیں گی ناں؟'' وہ اس کی بات نظر انداز کرتے ہوئے امی سے پوچھنے لگا تھا۔

''کہاں بیٹا اب ان کو اس حالت میں چھوڑ کر کہیں جانا تو بالکل ہی ناممکن ہے۔''

واپسی پر وہ اس کے پیچھے دروازے تک آئی تھی۔

''تم کل ڈرائیور کو مت بھیجنا۔ میں خود آجاؤں گی۔''

''کوئی ضرورت نہیں ہے میری منگیتر رکشہ یا ٹیکسی میں آئے مجھے بالکل بھی اچھا نہیں لگے گا۔'' وہ مضبوط انداز میں بولا تو تانیہ کو اس کی سوچ پر حیرت کے ساتھ تاسف بھی ہونے لگا مگر وہ بے حد اطمینان سے بولی۔

''اور مجھے بھی تمہاری گاڑی سے اترتے ہوئے کوئی خوشی نہیں ہوگی۔ میں جو ہوں وہی دکھائی دینا مجھے اچھا لگتا ہے۔''

''تم جو ہو نا......'' وہ دانت پیس کر اس کی طرف بڑھا تو وہ بے اختیار ہنستے ہوئے دو قدم پیچھے ہٹ گئی۔

''آئی ایم سوری کیا کروں نوفل بس میں ایسی ہی ہوں۔''

اس کے دوستانہ سے انداز نے نوفل کے موڈ کو بھی تبدیل کردیا تھا۔

''تمہارا قصور نہیں ہے لڑکی میں ہی پاگل ہوں
کر کر کے منتیں تیری عادت بگاڑ دی
دانستہ ہم نے تجھ کو ستمگر بنا دیا
نوفل پلیز۔'' وہ کراہی تو اس نے قدرے جھک کر انگشت شہادت سے اس کی ناک کو چھوا۔

''کل تمہیں بہت اچھا لگنا چاہیے۔''

''سوری۔'' اس نے فوراً جھنڈی دکھادی تھی۔ ''میں جیسی ہوں اس سے اچھی بالکل نہیں لگ سکتی۔ تم اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرسکتے ہو۔''

''بہت بری ہو تم تانیہ مراد۔'' وہ اس قدر غیر رومانی جواب پر سلگ اٹھا تھا۔

''جتنی اچھی شکل ہے اتنی ہی اچھی بات بھی کرلیا کرو۔''

ہمارا کیا ہے
تجھ بن جی لیں گے
لیکن کیا تم
میرا جو دل دکھا کر
کسی کی باتوں میں
کسی کی خوشبو سے
کسی کی آنچل میں
خوش رہ سکو گے
(عینا اور کزنز۔ ہنگو)

''ٹیگور''

جب میں اس زمین پر نہیں ہوں گا
اس وقت بھی میرا یہ پیڑ
تمہاری بہار کو نئے پتے دے گا
اور راہ چلتے مسافروں سے یہ کہے گا
ایک شاعرن نے اس زمین کو پیار کیا تھا
(عظمیٰ صفدر ربا۔ پنڈی بھٹیاں)

''سوچوں گی۔'' اس کا انداز ٹالنے والا تھا۔

''خدا حافظ۔'' وہ سر جھٹکتا باہر نکل گیا تھا گہری سانس لیتے ہوئے وہ دروازہ بند کرنے لگی اور جب پلٹی تو ذہن کل ہونے والی تقریب کی فکر میں محو تھا۔

☆......☆......☆

وہ اس عالیشان تقریب میں پہنچی تو لحظہ بھر کو چکرا کر رہ گئی۔

پہلی نظر میں اسے یہی لگا جیسے وہ کسی فیشن شو میں آگئی ہے۔ عورتیں اور لڑکیاں چھوڑ' مرد تک فیشن میں ایک دوسرے سے سبقت لے جارہے تھے۔ بے باک قہقہے مترنم ہنسی اور دھیمی آواز میں چلتا میوزک ماحول کو گرمائے دے رہے تھے۔ وہ شاید یونہی کھڑی وسیع و عریض لان میں نظریں دوڑاتی کسی شناسا صورت کو دیکھتی رہتی جب وہ خود ہی اس کی طرف چلا آیا تھا اور اس چلے آنے سے

پہلے وہ جس شعلہ جوالا کے شانوں پر بازو دراز کیے کھڑا تھا اسے بھی تانیہ دیکھ چکی تھی۔

''ہیلو۔'' اس کے انداز میں محسوس کن گرمجوشی تھی۔

''ہیپی برتھ ڈے۔'' تانیہ نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہتے ہوئے جلد از جلد تر و تازہ سرخ گلابوں کا بوکے اور گفٹ پیک اس کے حوالے کیا تھا گویا کوئی بوجھ سر سے اتارا ہو۔

''تھینکس اے لاٹ۔ گفٹ اور پھولوں کا نہیں بلکہ تمہارے یہاں آنے کا۔'' وہ مسکرا رہا تھا پھر اسے سرتاپا دیکھتے ہوئے بڑی صاف گوئی سے بولا۔

''ویسے اگر تم تھوڑی سی محنت کرو تو بہت خوب صورت لگ سکتی ہو۔''

اب چاہے وہ کتنی بھی پر اعتماد کیوں نہیں تھی نوفل کی نگاہ ضرور اسے جز بز کر دیتی تھی۔

''اس سے زیادہ محنت مجھ سے نہیں ہوتی۔''

وہ چڑ گئی تو ہلکا سا قہقہہ لگا کر اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے وہ اپنے مخصوص انداز میں بولا۔

''ویسے اتنی اچھی تو ضرور لگ رہی ہو کہ میں کہہ سکوں کہ

مجھے افسوس ہے میں شاہجہاں نہ بن سکا
ورنہ بنواتا کوئی تاج محل تیرے لیے

وہ اس کی نظروں کے جال میں الجھی نگاہ چھڑا کر ادھر ادھر دیکھنے لگی تو یہ دیکھ کر اسے بالکل بھی حیرت نہیں ہوئی تھی کہ تقریباً ساری ہی نگاہیں ان دونوں پر مرکوز تھیں اور رشک کی بجائے حسد سے پر تھیں۔

''تائی جان کہاں ہیں؟''

''اس طرف۔'' نوفل نے سوئمنگ پول کے پار اشارہ کیا تو وہ نظروں ہی نظروں میں فاصلہ ناپ کر رہ گئی۔

''ان کو چھوڑو۔ آؤ تمہیں دوستوں سے ملواؤں۔''

وہ آفر کر رہا تھا۔ اس نے نیم رضا مندانہ انداز میں سر ہلا تو دیا مگر اس کے دوستوں میں جا کر اسے اپنی اس نادانستہ غلطی کا شدت سے احساس ہوا۔ اس کے دوستوں میں جنس کی کوئی تفریق نہیں تھی مگر لڑکیوں کی بے حجابانہ ڈریسنگ اور بے باک انداز اسے نظریں چرانے پر مجبور کر رہے تھے۔

''ویری پریٹی...... پراؤڈ...... ویری کول......'' یہ اس کے دوست تھے۔ اگلے چند سیکنڈز میں وہ اس پر کئی کمنٹس پاس کر چکے تھے اور وہ تاسف سے نوفل کو دیکھ رہی تھی جو کھڑا یوں طمانیت سے مسکرا رہا تھا جیسے کوئی اس کی ملکیت کو سراہ رہا ہو۔

''ایکسکیوز می۔'' وہ معذرت کر کے وہاں رکی نہیں بلکہ انہی قدموں پر واپس لوٹی اسے گیٹ کی طرف بڑھتے دیکھ کر حیران کھڑے نوفل کا سکتہ ٹوٹا تھا۔ جب تک وہ گیٹ سے باہر پہنچا وہ سامنے جا رہی تھی۔

اے...... تانی۔'' تقریباً بھاگتا ہوا وہ پہلے اس کا ہمقدم ہوا وہ نہیں رکی تو اس کے سامنے آ گیا۔ تانیہ کو مجبوراً رکنا پڑا تھا۔

''آخر تمہارے ساتھ کیا ہے؟'' وہ حد درجہ جھنجلاہٹ کا شکار تھا۔

''میرے ساتھ بہت کچھ غلط ہے نوفل احسان تم میرے ساتھ نہیں چل سکتے۔'' وہ اندر ہی اندر سلگ رہی تھی۔

ابو نے تو شاید اپنی بیماری سے ہار مان کر بھائی اور بھتیجے کی بات رکھ لی تھی مگر اس کا دل شروع ہی سے مطمئن نہیں تھا۔

''یہ اچانک اب تمہیں اس بات کا کیسے احساس ہونے لگا ہے۔ کہیں تم جیلس تو نہیں ہو رہیں؟'' وہ انجان بننے کی ایکٹنگ کر رہا تھا جو تانیہ سے مخفی نہیں تھی۔

''وہاں کون سی ایسی لڑکی تھی نوفل احسان جسے تم میرے مقابل لا کھڑا کر سکو؟''

سینے پر بازو لپیٹتے ہوئے اس نے اس قدر اعتماد سے پوچھا تھا کہ وہ چند سیکنڈز تک اس کی آنکھوں سے جھانکتے استہزا کو دیکھتا رہ گیا۔ پھر سنبھلنے کی کوشش کی۔

''کیا مطلب ہے تمہارا؟ تم کہاں کی حسینہ عالم ہو۔''

''ہر وہ لڑکی حسینہ عالم ہی ہوتی ہے مسٹر نوفل۔ جس کے شریفانہ لباس نے مردوں کی حریصانہ نگاہوں کو روکا ہو اور کبھی کسی غیر نامحرم مرد نے اس کے شانوں پر بازو دراز کرنے کی جرات نہ کی ہو۔''

اس کے ٹھنڈے لہجے کا نوفل کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

''اچھا یوں تو مت جاؤ ممی خفا ہوں گی۔'' وہ سنجیدہ ہو گیا تھا مگر تانیہ اس وقت مزید مروت نبھانے کے موڈ میں قطعی نہیں تھی۔

''پھر بھی سہی نوفل ابھی میرا موڈ نہیں ہو رہا۔''

تھوڑی دیر اسے دیکھتے رہنے کے بعد اس نے گہری سانس لی تھی۔

''اوکے جیسا تم چاہو مگر اپنا موڈ ٹھیک کر لو۔''

''موڈ خراب تو نہیں۔ بس اس وقت گھر جا کر ریلیکس کرنا چاہ رہی ہوں۔'' اس نے فوراً تصحیح کی تھی۔ نوفل اس کے ساتھ چلنے لگا۔

''تمہیں تو بس دوسروں کا موڈ خراب کرنا آتا ہے۔''

''ایسا تو کچھ نہیں کیا میں نے۔ وہاں سے بھی میں معذرت کر کے آئی ہوں۔'' وہ عام سے انداز میں کہہ رہی تھی۔

اور یہ اس کا انداز ہی تو تھا جو نوفل کو مزید پاگل بنا جاتا تھا۔ وہ گنگنا دیا۔

کب تک آخر ہم سے اپنے دل کا بھید چھپاؤ گی
تمہیں راہ پر اک دن آنا ہے تم راہ پہ آ ہی جاؤ گی

''جو راہ میں ابھی دیکھنے کے بعد چھوڑ کر آ رہی ہوں اگر تم اس کی بات کر رہے ہو تو ابھی سے سوری۔''

''کم آن تانی اگر یہ سب مجھے متاثر کرتا تو تم یہاں کبھی نہ ہوتیں۔''

''اچھا اب جلدی سے مجھے ٹیکسی روک کر دو۔'' دور ہی سے ٹیکسی آتے دیکھ کر وہ جلدی سے بولی تو وہ بدمزہ ہو کر اس طرف متوجہ ہو گیا۔

☆......☆......☆
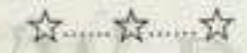
اچھی باتیں

❖ رویوں میں بدصورتی کے اندھیرے چھا جائیں تو نہ صرف گھر بلکہ دل اور رشتے بھی اس کی لپیٹ میں آ جایا کرتے ہیں۔

❖ غلطیاں کرنے کے بعد منزل مل جائے تو خوشی کا پرندہ زندگی کی فضا میں اک نئی ہلچل مچانے لگتا ہے۔

❖ اکثر غلطیوں کی کھڑکی کھلنے کے بعد ہی احساس کا دریچہ وا ہوتا ہے۔

❖ مہکتا اور بھرپور دل وہ ہوتا ہے جس میں اللہ جی اور اس کی چاہت کی خوشبو رچی بسی ہوتی ہے۔

❖ ذاتی خوشی کو بھی بھی اکیلے منانے میں لطف آتا ہے اور اکثر دوسروں کے ساتھ شیئر کر کے مزہ آتا ہے۔

❖ پہلی سیڑھی پر ہی اگر قدم لڑکھڑا گیا تو گھبرائیں نہیں، یہی لڑکھڑاہٹ اگلی سیڑھیاں چڑھنے میں اور ہچکچاہٹ کو دور کرنے میں مدد دے گی۔

❖ خلوص، اگر کسی جگہ بالکل خالص مل سکتا ہے تو وہ صرف اور صرف ماں باپ سے مل سکتا ہے یا پھر سچے انسان سے۔

❖ خوش ہونے کے لیے کسی خاص موسم کا انتظار نہیں کرنا پڑتا۔

❖ آئیڈیل بنانے میں ایک منٹ بھی نہیں لگتا اور آئیڈیل بننے میں، ڈھیر سارے سال گزر جاتے ہیں۔

❖ محبت کرنے والے لوگ کبھی اکیلے نہیں ہوتے۔ ان کے ساتھ ہمیشہ ان کی محبت ہوتی ہے۔

(شکیلہ طارق۔ لاہور)

خوشبو میں بسا ہوا یہ لہجہ
دستک میرے دل پہ دے رہا ہے
اور ڈھونڈ رہا ہے میرے اندر
اک شاخ بہار رنگ جس پر
اقرار کے پھول کھل رہے ہیں
میں کیسے کروں یہ در کشادہ

اس پر تو وہ قفل پڑ چکا ہے
جس کے لیے سارے اسم بیکار
یہ میرے ستارے کی طرح ہے
تاریک اداس غیر آباد
اے میرے خدا میرے بدن میں
ہمت نہیں ہے اب شکستگی کی
شیشے کی طرح ہے اس کا دل بھی
اک ٹھیس سے ٹوٹنے کا ڈر ہے
مالک ہے تو آپ وکل باد کا
قادر ہے ہماری قسمتوں پر
اتنی سی دعا ہے میری تجھ سے
یا اس کے ارادے کو بدل دے
یا میرے ستارے کو بدل دے

''ہیلو آدم بے زار۔''
اس اچانک آمد پر گھبرا کر اس نے ڈائری بند کی تھی۔
''تم کیا کر رہی ہو یہاں؟'' بلال اندر چلا آیا تھا۔
''تم اتنی اچانک مت آیا کرو۔ کسی دن میرا ہارٹ فیل کراؤ گے۔''
''دیکھ لینا کسی دن اچانک ہی آجاؤں گا تمہاری زندگی میں۔''
وہ ہمیشہ کی طرح پر یقین تھا۔
''خدا کے لیے بلال اب تم پھر سے میرا دماغ مت کھانا شروع کر دینا۔'' تانیہ نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑے تھے۔
''کتنی عاجز ہو تم محبت سے۔ کسی دن یہ محبت بھی تمہیں عاجز کر دے گی۔'' وہ پیش گوئی کر رہا تھا۔ تانیہ کے اندر گہرے پانیوں میں ایک بھنور سا پیدا ہوا۔
''مجھے بھی لگ رہا ہے۔''
''کیا مطلب؟'' وہ چونکا تھا۔
مطلب یہ ہے کہ عائزہ کہاں ہے کتنے دن ہو گئے ہیں وہ آئی ہی نہیں۔'' وہ بات بدل گئی تھی۔ ادھر وہ بھی یہی کہہ رہی ہے کہ اب تمہارے آنے کی باری ہے۔''

''یعنی تم اکیلے ہی اپنی یہ فضول سی شکل لے کر آگئے ہو؟''
تانیہ کے گھورنے پر وہ جیسے بہت صدمے کا شکار ہوا تھا۔
''پتا ہے فلم والوں کی آفر ٹھکرا کر کے آ رہا ہوں اور تم اس شکل کو فضول کہہ رہی ہو۔''
اس کی لاف زنی پر تانیہ نے اپنی مسکراہٹ دباتے ہوئے نہایت معصومیت سے کہا۔
''ظاہر ہے اتنا پڑھنے لکھنے کے بعد تم فلم کے سیٹ پر لائٹ مین یا پھر چائے والے چھوٹے کی نوکری تو نہیں کر سکتے نا۔''
''تم بہت بدتمیز ہو تانی پہلے مجھے صرف شبہ تھا مگر اب یقین ہو گیا ہے۔'' وہ بھی ضبط کرتے ہوئے ہنس پڑا تھا۔
''میری اس اضافی خوبی پر روشنی ڈالنے کا بہت شکریہ۔ آؤ اب اس مہربانی کے انعام کے طور پر تمہیں ایک کپ اچھی سی چائے پلوائی جائے۔'' وہ خوشگوار انداز میں کہتی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔
''تانیہ۔ نوفل کا فون آیا تھا۔ تم سو رہی تھیں کہہ رہا تھا کہ دوبارہ فون کرے گا۔''
امی نے اسے دیکھتے ہی بتایا تھا۔ تو وہ سر ہلا کر رہ گئی۔ پھر فوراً ہی بلال کی طرف متوجہ ہو گئی جو خاموش سا بیٹھا تھا۔
''تمہاری جاب کیسی چل رہی ہے؟''
''ٹھیک ہے۔'' وہ اب بھی سنجیدہ تھا۔
''وہ کیا نام ہے تمہارے دوست کا جس کی اپنی ایڈورٹائزنگ ایجنسی ہے۔ سنا ہے کہ اس نے تمہیں بہت زبردست سے ایڈ کی آفر کی ہے۔''
وہ بڑی دلچسپی ظاہر کرتے ہوئے پوچھ رہی تھی اور تب شاید وہ بھی اپنی خاموشی سے اکتا گیا۔ اکتائے ہوئے ہی انداز میں بولا۔
''روفی نام ہے اس کا۔ کہہ تو رہا ہے وہ اگر دل چاہا تو کر لوں گا۔''

''کم بلال! اتنا اچھا موقع مت گنواؤ اور پھر خود سوچو کہ تمہارے ایز اے ماڈل پاپولر ہونے سے ہمیں کتنا فائدہ ہوگا۔ میں تو سب کو بتا کر امپریس کیا کروں گی کہ تم میرے کزن ہو۔''
اسے مشورہ دیتے ہوئے وہ بہت پر جوش ہو رہی تھی۔
بلال ہنس دیا۔
''واقعی اور مجھے بھی بہت فائدہ ہوگا لڑکیاں ہر وقت ارد گرد پھرا کریں گی۔''
''خیر اب ایسے بھی کوئی ہیرو نہیں بن گئے تم۔''
''جیلس ہو گئی ہو؟'' وہ بڑے یقین سے پوچھ رہا تھا۔
''بالکل نہیں۔''
''ہاں بھئی۔'' اس نے گہری سانس لے کر لطیف سے طنزیہ انداز میں بات جاری رکھی تھی۔ ''نوفل احسان کے رنگ ڈھنگ دیکھ دیکھ کر تم میں سے جیلسی کا جذبہ ہی ختم ہو گیا ہے۔''
''یہ نوفل بیچ میں کہاں سے آ گیا؟''
وہ ٹھٹھک گئی تھی اور شاید بلال کے ضبط کی بھی یہی آخری حد تھی۔ خوش دلی اور خوش مزاجی کے سارے لبادے پل بھر میں ہی اشتعال کی لہر کی زد میں آ گئے۔
''یہی تو میں بھی جاننا چاہتا ہوں تانیہ مراد کہ یہ نوفل احسان ہمارے بیچ کہاں سے آ گیا ہے یوں کہ نہ تم مجھے اور نہ میں تمہیں دیکھ سکتا ہوں۔''
بلال کا انداز اسے ششدر کر گیا اور شاید وہ سنبھل کر کچھ کہتی مگر وہ تیزی سے اٹھ کر وہاں سے چلا گیا تھا۔
''چلا گیا بلال؟'' امی چائے لے کر آئیں تو اسے ساکت بیٹھے دیکھ کر حیرت سے پوچھنے لگیں۔
''ہاں کوئی کام تھا اسے۔'' اسے یکلخت ہی اپنے وجود میں تھکن ڈیرے ڈالتی محسوس ہوئی تھی۔
''پاگل ہے بالکل۔'' امی بڑبڑاتے ہوئے اس کے لیے چائے ڈالنے لگیں۔
''واقعی بالکل پاگل ہے۔'' گہری سانس لے کر وہ

غیر مسلموں کی مہمان نوازی

بعض اوقات عیسائی بھی نبی پاک ﷺ کے مہمان ہوتے تھے اور آپ خود ان کی خدمت کرتے تھے۔ ایک دفعہ حبشہ کے بادشاہ نجاشی کا نمائندہ آپ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ نے اس کو اپنا مہمان بنایا اور بہ نفس نفیس مہمان داری کے تمام کام سرانجام دینا چاہے تو صحابہ کرام نے عرض کیا کہ ہم یہ خدمت انجام دیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ''ان لوگوں نے میرے دوستوں کی خدمت کی ہے، اس لیے ان کی خدمت میں خود کروں گا۔
(دین رحمت۔ صفحہ ۱۶۸)
(مسز نعیم قادری۔ نارتھ ناظم آباد)

بھی سوچ کر رہ گئی تھی۔

☆......☆......☆

کیوں چہرہ اترا اترا ہے کیوں بجھی بجھی سی آنکھیں ہیں
سنو عشق تو ایک حقیقت ہے اسے کب تک تم جھٹلاؤ گی

وہ بہت فرصت کے عالم میں تھا۔ کمپیوٹر آف کر کے وہ اس کی طرف پلٹتے ہوئے دانت پیس کر بولی تھی۔
''نوفل! خدا کے لیے تھوڑی دیر کے لیے اپنا یہ دیوان خانہ بند رکھو۔ ساتھ والے کیبن میں ساری آواز جاتی ہے۔''
''جب پیار کیا تو ڈرنا کیا۔'' وہ شانے اچکا کر لاپروائی سے کہہ رہا تھا۔
''میں نے تمہیں منع کیا تھا آفس آورز میں آنے کو مگر تم پر ذرا بھی اثر نہیں ہوا۔'' وہ جی بھر کر خفا ہو رہی تھی۔ باس کی بات اور تھی مگر جب بھی ان کا بیٹا آفس سنبھالتا تھا تو سارا اسٹاف ہی بہت الرٹ اور کانشس رہتا تھا۔
باطل سے ڈرنے والے اے آسماں نہیں ہم

سو بار لے چکا ہے تو امتحاں ہمارا

"خدا کے لیے بس کرو نوفل۔" اس نے زچ ہو کر ہاتھ جوڑے تھے۔

"تمہارا آفس ٹائم ختم ہو چکا ہے۔ اب تم جلدی سے میرے ساتھ چلو۔" وہ بڑے آرام سے کرسی پر جھولتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ فائلیں سمیٹتے ہوئے وہ رک کر اسے دیکھنے لگی۔

"ایکسکیوزمی میں تمہارے ساتھ کہیں نہیں جارہی۔" اسے باور کرایا۔

"مگر میں تمہیں لینے آیا ہوں۔" وہ آرام سے کہہ رہا تھا۔

"نوفل پلیز میرے اپنے بھی کچھ اصول ہیں جن کی خلاف ورزی مجھے کسی بھی صورت قبول نہیں ہے۔"

"موسم اچھا ہو رہا ہو اتنا ہینڈسم بندہ ساتھ ہو تو لانگ ڈرائیو کی آفر ٹھکرایا نہیں کرتے۔"

"آئی ایم سوری مجھے سیدھا گھر جانا ہے۔ ابو کی طبیعت رات سے ٹھیک نہیں ہے۔" اس نے چیزیں سمیٹ کر دراز لاک کرتے ہوئے صاف گوئی سے کہہ دیا تو وہ لب بھینچے اسے دیکھنے لگا۔

"کبھی تو میری بات مان جایا کرو۔ میری محبت کا یہ صلہ دیتی ہو فقط بے رخی اور بیگانگی۔"

"دیکھو اب تم دوبارہ وہی ٹاپک مت لے کر بیٹھ جانا۔ تم میرے منگیتر ہو شادی بھی ہماری ہو ہی جائے گی۔ محبت بعد کا مسئلہ ہے کم از کم میں یوں لفظوں میں اس کا حسن ضائع نہیں کر سکتی۔"

وہ فوراً اسے جذباتی ہونے سے روک گئی تھی۔

"ایک تو تمہیں ہنسانے میں چھ گھنٹے لگتے ہیں مگر خفا ہونے میں منٹ بھی نہیں لگاتیں۔" وہ کراہا تو مجبوراً اسے مسکرانا پڑا۔

تعلق بعد میں تبدیل ہو کے جو بھی ہو جائے
محبت سے وہ پہلا مسکرانا یاد رہتا ہے

وہ آہ بھر کے بولا تو تانیہ کے لبوں کو سکڑتے دیر نہیں لگی تھی۔

"مروت بھی کوئی چیز ہوتی ہے نوفل صاحب۔"

"بہت ظالم ہو تم۔ ٹھیک سے خوش بھی نہیں ہونے دیتیں۔" اس کی باتیں۔ اس کے انداز کی دلکشی آنکھوں سے چھلکتی سرمستی۔ کچھ بھی نظر انداز کیے جانے کے قابل نہیں تھا مگر تانیہ سر جھٹک کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"تم یوں کرو کہ مجھے گھر ڈراپ کر دو۔ تمہاری بات بھی رہ جائے اور میری بھی۔" اس کے مشروط حل پر نوفل نے مجبوراً سر ہلایا تھا مگر وہ یہ بھی جانتا تھا کہ تانیہ مراد کو اس کی بات سے ہلانا کس قدر مشکل مرحلہ ہے۔

☆......☆......☆

خالہ جان نے اس کا ماتھا چوم کر اور خالو جان نے بانہوں میں بھر کر اپنی محبت لٹائی تھی۔ تانیہ مسکراتے ہوئے خوشیاں اکٹھی کرتے بلال کو دیکھ رہی تھی۔

آنکھوں میں آسودہ سی چمک لیے وہ کس قدر مکمل دکھائی دے رہا تھا۔ عائزہ نے اس کی نئی جاب کی خوشی میں چھوٹی سی ٹریٹ رکھ دی تھی جس میں فقط گھر کے لوگ ہی شامل تھے۔ امی تو تھوڑی دیر بیٹھ کر چلی گئی تھیں جب کہ تانیہ ابھی یہیں موجود تھی۔ ان لوگوں کی سادگی اور محبت دیکھ کر اسے نوفل کی برتھ ڈے پارٹی یاد آنے لگی۔ جہاں فقط ہوس و حرص اور مکر و فریب کے جال بچھے ہوئے تھے۔

اس کے اندر تھکن اور آزردگی اترنے لگی۔

"تم کہاں ہو؟" بلال نے اس کی نگاہوں کے آگے چٹکی بجائی تو وہ جھینپ سی گئی۔ فوراً خود کو سنبھالنے کی کوشش کی۔

"میں یہیں ہوں مجھے کہاں جانا ہے۔"

"تو پھر اپنا یہ وعدہ یاد رکھنا۔" لحظہ بھر کو اس کی آنکھوں میں جھانک کر کہتے ہوئے وہ پلٹ گیا تھا۔ یہ جانے بغیر کہ وہ یکلخت کس قدر نڈھال سی دکھائی دینے لگی تھی۔

شام کو وہ اسے خود چھوڑنے گھر تک آیا تھا۔ فاصلہ دس پندرہ منٹ ہی کا تھا اس لیے وہ پیدل ہی چل پڑے تھے۔

"کچھ پریشان ہو تم؟" اس کی خاموشی وہ بہت دیر سے محسوس کر رہا تھا کافی دیر نظر انداز کرنے کے باوجود اب خود کو روکنے سے قاصر رہا تھا۔

"نہیں۔" اس کا جواب بہت مختصر سا تھا۔

"تو پھر اتنی خاموش کیوں ہو؟ ذرا بھی اچھی نہیں لگ رہیں۔ حالانکہ تم نے میرا پسندیدہ رنگ پہنا ہوا ہے۔" وہ اب صاف اسے چڑا رہا تھا اور وہ واقعی چڑ گئی۔

"کبھی اپنی شکل بھی آئینے میں دیکھ لیا کرو۔"

"اس کے لیے تو مہ جبینوں کی آنکھیں ہی کافی ہیں ڈیئر کزن۔ ایک ماہ کے اندر اندر میرے ٹی وی کمرشل نے دھوم مچا دی ہے۔ اگلے دو ایڈ ایک امریکن کمپنی کے ہیں۔" وہ اترا رہا تھا اور اس کی بات کا ایک بھی لفظ غلط نہیں تھا۔

"ہنہ...... اتنے اچھے تو نہیں لگ رہے تھے۔" تانیہ نے ناک سکوڑ کر کہا تھا۔

"ایک لڑکی کو کرمنلز سے بچایا' پیپسی کی بوتل اٹھائی اور لڑکی کو وہیں چھوڑ کر دل مانگے اور کہتے ہوئے وہاں سے چل دیئے۔ یعنی لڑکی کی کوئی اہمیت ہی نہیں ہے۔ بس پیپسی میں جان اٹکی ہوئی ہے۔"

"بے وقوف ہو تم اتنا زبردست ایڈ ہے اور تم واحد ہو جو نقص نکال رہی ہو۔ حالانکہ سب نے میری لکس کی تعریف کی ہے۔"

وہ جل کر رہ گیا تو اس کا دل چاہا قہقہہ لگا کر ہنس دے۔

"لوگوں کا کیا ہے۔ وہ تو چڑھتے سورج کی پوجا کرتے ہیں۔"

ہمدردانہ انداز میں کہا تو تھوڑے توقف کے بعد وہ دھیمے لہجے میں آزردگی سمیٹ کر بولا۔

"تم نے تو تب بھی مجھے کچھ نہیں سمجھا تھا جب میں کچھ بھی نہیں تھا اور اب تو میرے مقابل نوفل احسان ہے۔ ایک بزنس ٹائیکون کا بیٹا۔"

وہ بھک سے اڑ گئی۔ یہ بات کو کس سمت لے جا رہا

رسولِ پاک کی شفقت

رسول پاک دوست دشمن سب کے ساتھ محبت کرتے تھے۔

جو غلطی کرتا اسے معاف کر دیتے۔

بیماروں کی خبر گیری کرتے

بھوکے اونٹ کو خوراک دینے کا حکم دیا

ابوسفیان، ہندہ اور وحشی جیسے بڑے اور ذاتی دشمنوں کو معاف کر دیا۔

آپ دولت کے باوجود سادہ خوراک کھاتے۔

آپ کو سرکہ، شہد، زیتون کا تیل اور کدو بہت پسند تھے۔

آپ کے حسن سلوک کی وجہ سے کفار مکہ اسلام کی طرف مائل ہو گئے۔

(ملک فردوس اشرف۔ ہارون آباد)

تھا۔

"شٹ اپ بلال۔" یکلخت ہی وہ بھڑک اٹھی تھی۔ "تم خوامخواہ خود کو بھی اذیت دیتے رہتے ہو اور مجھے بھی۔"

"اور میں' میرا کچھ نہیں؟ کیا میں اذیت میں نہیں ہوں۔ تمہیں کسی اور کے حوالے سے دیکھتے ہوئے میرے دل میں جو طوفان اٹھتا ہے نا وہ کسی روز سب کچھ تباہ و برباد کر دے گا۔"

وہ مشتعل سا مٹھیاں بھینچ کر غصہ ضبط کر رہا تھا۔ تانیہ اپنا غصہ بھول کر اردگرد دیکھنے لگی۔ ان کا جھگڑا کسی کو بھی متوجہ کر سکتا تھا۔

"کیا مسئلہ ہے بلال تمہارے ساتھ؟ اچھی خاصی زندگی چل رہی ہے۔ کیوں اس میں ہلچل مچا رہے ہو؟" وہ قدرے نرم پڑ گئی تھی۔

"بچپن سے جو خواب میں دیکھتا آ رہا ہوں۔ وہ مجھ سے چھین لیا گیا ہے تو بتاؤ اب کس مقصد کے لیے میں یہ زندگی گزاروں؟"

وہ بے حد تلخ ہونے لگا تھا۔ تانیہ کے حلق میں آنسوؤں کا پھندا لگنے لگا۔

"بلال پلیز آئندہ زندگی پر نظر ڈالو۔ پتا نہیں کس موڑ پر ایک بہترین اور محبت کرنے والا ہمسفر تمہارا منتظر ہے۔ بہت خوب صورت زندگی ہوگی تمہاری۔"

"میری زندگی کی تمام خوشیاں اور خوب صورتی تم سے مشروط تھی تانیہ۔ تم نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ ہاں زندگی کا بوجھ ضرور ہے کندھوں پر جسے بہت سے رشتوں کی بدولت ڈھو رہا ہوں۔" اس کا زندگی سے اکتایا ہوا لہجہ تانیہ کو خوفزدہ کرنے لگا۔ بے اختیار وہ اس کا ہاتھ تھام کر بولی۔

"ایسی باتیں مت کرو بلال۔ تم تو اس قدر خوش مزاج اور ایک ایک پل زندہ دلی سے گزارتے تھے۔ زندگی میں ہر چیز تو ہمارے لیے نہیں ہوتی ناں۔" وہ بے بس سی ہونے لگی تھی۔

"میں اتنی آسانی سے ہار نہیں مانوں گا تانیہ مراد۔ جس خواب کے یقین میں میں نے ایک عمر گزاری ہے اسے سراب سمجھ کے بھول جانا تمہارے لیے تو آسان ہو سکتا ہے مگر میرے لیے نہیں، میں تو خود اپنے آپ کو ہر وقت بد دعا دیتا رہتا ہوں۔

میں اپنے خواب سے کٹ کر جیوں تو میرا خدا
اجاڑ دے میری مٹی کو دربدر کر دے

وہ اس قدر جنونی اور محبت میں پاگل لگ رہا تھا کہ تانیہ کا دل سہم گیا۔ جی چاہا وہیں سڑک کے بیچوں بیچ بیٹھ کر زور زور سے رونا شروع کر دے۔

ایک عجلت میں کیے گئے غلط فیصلے نے کتنے ہی دلوں کو توڑ ڈالا تھا۔

"مت سوچو ایسے بلال۔ تمہیں کیا ضرورت پڑی ہے اپنی زندگی برباد کرنے کی۔ میں تو ایک اچھی لائف گزارنے والی ہوں۔ پھر تم کیوں؟"

وہ تند و تیز لہجے میں اس کی بات کاٹ گیا تھا۔

"تمہیں جیسی زندگی گزارنی ہے تم گزارو۔ میرا نہ تم نے پہلے کبھی سوچا تھا نہ اب سوچنا۔"

"بلال تم......" اس نے رندھے ہوئے لہجے میں کہنا چاہا مگر وہ اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے چھڑاتے ہوئے بولا۔

"گھر آ گیا ہے جاؤ تم۔"

"اندر آؤ ناں۔" وہ ملتجیانہ انداز میں بولی خیال یہی تھا کہ اندر جا کر اسے آرام سے سمجھائے گی مگر وہ نفی میں سر ہلا کر واپس پلٹ گیا تھا۔

☆......☆......☆

وہ وہی تانیہ مراد تھی مگر نوفل احسان کی نگاہ اس پر بہت دیر میں پڑی تھی۔

تایا جان کا بزنس تائی جان کے بیوروکریٹ باپ اور بھائیوں کی وجہ سے جس سطح پر جا رہا تھا اس کی بدولت وہ باقی تمام رشتے داروں کے ساتھ ساتھ اپنے سگے بھائی سے بھی کٹ گئے تھے۔ یونہی کسی نجی تقریب میں نوفل کا تانیہ سے ٹکراؤ ہوا تھا۔ تب تک اسے تانیہ کو آخری بار دیکھے چھ سال ہو چکے تھے وہ اسے تعارف سے پہلے قطعی پہچان نہیں پایا تھا۔

"کیا کرتی ہو تم؟" وہ بہت مروت سے پوچھ رہا تھا تاکہ وہ اسے کوئی مغرور رئیس زادہ نہ سمجھے۔ ایک خیال ذہن میں شاید یہ بھی تھا کہ طبقاتی فرق شاید اسے امپریس کر دے مگر یہ سوچ صرف تب تک ہی رہی تھی جب تک کہ وہ اسے جانتا نہیں تھا۔

"یونہی جاب کر رہی ہوں۔" وہ تکلفاً بھی نہیں مسکرائی تھی۔

"ایم بی اے کرنے کے بعد ایک ملٹی نیشنل میں اسسٹنٹ منیجر کی جاب کر رہی ہے۔" امی نے گویا اس کی بداخلاقی پر پردہ ڈالنے کی مقدور بھر کوشش کی تھی۔ تب نوفل نے غیر محسوس کن مگر جانچتی نگاہ اس پر ڈالی تھی۔ دلفریب نقوش اور کھڑی مغرور ناک کے ساتھ وہ بالکل بھی نظر انداز کیے جانے کے قابل نہیں تھی۔

مگر حیرت کی بات تو یہ تھی کہ وہ نوفل احسان کو نظر انداز کر رہی تھی۔ ابتدائی تعارف کے بعد وہ ابھی اگلا سوال کرنے ہی لگا تھا کہ اس نے بعجلت معذرت کی اور انتہائی جوش و خروش سے ہاتھ لہراتی کسی لڑکی کی طرف بڑھ گئی۔ چند لمحوں تک وہ یونہی کھڑا رہ گیا تھا۔

بھلا آج تک یہ کب ہوا تھا کہ کوئی لڑکی اس کی شخصیت کے ٹرانس سے بچ پائی ہو مگر یہاں تو جیسے اسے نوفل احسان کی گرد بھی چھو نہیں پائی تھی۔

تب اس نے تنفر سے سر جھٹکا تھا۔

"ہوتی ہیں بعض ایسی بھی صرف ٹائم مانگتی ہیں۔"

درحقیقت تانیہ مراد کا لاپرواہ انداز اسے بری طرح چبھا تھا۔

ایک ایسا شخص جس کی ساری توجہ فقط لڑکیوں میں اپنی پرسنالٹی کیش کرانے پر صرف ہوتی ہو وہ ایک بالکل الگ سے انداز و ادا والی لڑکی کی اس گستاخی کو کیسے برداشت کر سکتا تھا۔

اسی روز سے اس نے تانیہ مراد کو ایک چیلنج بنا لیا تھا۔ ایک ایسا ٹارگٹ جسے سر کرنا اس کا مشن بن گیا تھا مگر اگلے تین ماہ کے اندر وہ چکرا کر رہ گیا تھا۔

ان تین ماہ میں نہ صرف اس نے چچا جان کے ساتھ سابقہ تعلقات بحال کیے تھے بلکہ وقت بے وقت ان کے ہاں آنا بھی شروع کر دیا تھا اور اسے حیرت اس بات پر تھی کہ ان تین ماہ میں اس کی گفتگو تانیہ سے صرف رسمی کلمات تک ہی محدود رہی تھی۔ اس سے آگے وہ ہاتھ ہی کب آتی تھی۔ آفس سے آنے کے بعد کھانا کھا کر تھوڑا ریسٹ کرتی تھی اس کے بعد شام کے کھانے کی تیاری پھر آفس کا تھوڑا سا کام اور اس کے بعد صبح کے لیے الارم سیٹ کر کے سو جاتی تھی۔

"زندگی میں اور بھی بہت کچھ ہوتا ہے تانیہ مراد۔ تم نے تو اسے صرف کھانا، کام کرنا اور سونا ہی فرض کر لیا ہے۔"

ایک روز وہ اس کے ہاتھ لگ ہی گئی تھی۔

"میں تو ہمیشہ ہی سے ایسی ہوں تمہیں کوئی

اللہ کی لعنت

ترجمہ۔ جو لوگ پاک دامن بے خبر مومن عورتوں پر تہمتیں لگاتے ہیں، ان پر لعنت کی گئی ہے۔ دنیا اور آخرت میں ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔

ترجمہ۔ خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لیے اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لیے، پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لیے اور پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لیے۔ (سورۃ النور۔ آیت ۲۶)

۱۔ حضور پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا ان سات کبیرہ گناہوں میں شامل ہے جو تباہ کن ہیں۔

۲۔ حضور پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک پاک دامن عورت پر تہمت لگانا سو برس کے اعمال کو غارت کر دینے کے لیے کافی ہے۔ (گلدستہ اسلام۔ صفحہ ۷۵)

(مسز پروین دلبر۔ اسلام آباد)

اعتراض؟"

بہت اعتماد سے کہتے ہوئے اس نے نوفل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا تو وہ اس کے اعتماد کا معترف ہونے لگا۔

☆......☆......☆

"یہ تم نے کیا کیا تانیہ؟" بلال بے حد متوحش و ہراساں تھا۔

اس کے سامنے خود کو سمیٹنا کس قدر مشکل کام تھا یہ تانیہ کا دل ہی جانتا تھا۔

"کیا ہو گیا بھئی؟" اس نے بہت اطمینان سے پوچھا تو بلال کا ضبط جواب دینے لگا۔

"نوفل احسان تمہارے لیے اتنا اہم کب سے ہو گیا کہ تم نے مجھے مسترد کرتے ہوئے ذرا بھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کی؟"

چند لمحوں کے لیے تو وہ بولنا بھی بھول گئی تھی مگر عقل نے فوراً ہی دل و دماغ دونوں کا ہاتھ تھام لیا۔ زندگی کے اس دور میں جب وہ خود غیر یقینی حالات سے گزر رہی تھی کیسے اس کے ہاتھ میں امید کی ڈور تھما دیتی۔

''اف...... میں بھی پتا نہیں کیا ہو گیا۔'' اس نے یکلخت ہی خود پر ایک نئی تانیہ مراد کا خول چڑھا لیا تھا۔ پھر مسکرا کر بولی۔ ''بھئی ہر لڑکی کی زندگی میں کبھی نہ کبھی تو یہ وقت آتا ہی ہے۔ میرے لیے ایسی کیا انوکھی بات ہو گئی؟''

''تمہارے لیے یہ انوکھی بات ہو گئی ہے کہ تم نے مجھے اپنی زندگی سے کسی فالتو شے کی طرح نکال پھینکا ہے۔'' وہ مشتعل ہو رہا تھا۔

بچپن سے اب تک وہ اس کا بہترین ساتھی رہا تھا۔ اس کی توجہ کی وہ ہمیشہ سے عادی رہی تھی۔ کبھی کبھار اس کی آنکھوں سے جھلکتے انجانے سے احساس نے ٹھٹکایا بھی تھا مگر وہ غور ہی نہیں کر پائی تھی۔

یہ احساس تو اب بلال کو یوں اشتعال انگیز حالت میں سامنے پا کر شدید ہو رہا تھا کہ چاہے وہ اب تک بے خبر رہی تھی مگر بلال اسے اپنے ساتھ جس منزل کی طرف لے کر چلتا رہا تھا اس سفر میں وہ فقط اسی کو ہمسفر دیکھنا چاہتا ہے اور وہ یہ کیسے بندھن میں جکڑی گئی تھی کہ لمحہ بھر کو بھی اس احساس سے خوشی کشید نہیں کر پائی تھی۔

''بلال! تم یہاں تھے ہی نہیں۔ عائزہ نے بتایا تھا کہ جاب کے سلسلے میں کراچی گئے ہو کوئی کنٹیکٹ نمبر بھی نہیں چھوڑا تھا تم نے، ورنہ تمہارے بغیر میں یہ منگنی کیسے کر سکتی تھی۔'' اس نے بہت ہلکے پھلکے انداز میں کہا مگر وہ بہلنے کے موڈ میں قطعی نہیں تھا۔

''تم کر سکتی ہو تانیہ مراد...... میرے بغیر تم کچھ بھی کر سکتی ہو؟''

وہ یکلخت ہار سا گیا تھا۔ پھر مزید کچھ کہے بغیر اٹھ کر چلا گیا مگر اپنے دل کی تڑپ اور کسک وہیں کہیں چھوڑ گیا تھا۔ جس نے اس روز اسی پل سے تانیہ مراد کو یوں اپنی جکڑ میں لیا تھا کہ وہ احتجاج بھی نہیں کر پائی تھی۔

☆......☆......☆

''بالکل ہے۔ بھئی میں اتنے دنوں سے تمہارے گھر آ رہا ہوں تم سے اتنا بھی نہیں ہو سکا کہ کزن شپ کے ناتے سے نہ سہی۔ مہمان ہونے کے ناتے ہی سے کچھ اہمیت دے دو۔''

اس نے فوراً ہونٹوں پر چارے والی دلکش مسکراہٹ بکھیر کر شکوہ کیا تو وہ ہوا سے اڑتے بالوں کو ہاتھ سے سمیٹ کر کان کے پیچھے اڑستی بہت اطمینان سے بولی۔

''مہمان وہ ہوتا ہے جو کبھی کبھار آئے۔ تم تو تقریباً روزانہ ہی آتے ہو اور کزن ہونے کے ناتے سے اہمیت دینے کا کیا مطلب ہے، جو رشتہ ہے وہ نہ تو میرے اہمیت دینے سے زیادہ ہو جائے گا اور نہ نظر انداز کرنے سے کم ہو گا۔''

تب صحیح معنوں میں نوفل کو احساس ہوا تھا کہ یہ لڑکی اسے خاصا ٹف ٹائم دے گی۔ یہ نہیں تھا کہ وہ کوئی بہت اعلیٰ حسن کی مالک تھی مگر اب بات نوفل احسان کی انا کی تھی۔ جو لڑکیوں کے معاملے میں کچھ زیادہ ہی حساس تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے خود سے وعدہ کر لیا تھا کہ وہ تانیہ مراد کو جھکا کر ہرا کر ہی دم لے گا۔

چچا جان کو تو یوں بھی وہ اپنا گرویدہ بنا ہی چکا تھا۔ اب وہ اس پر بے حد اعتماد کرنے لگے تھے۔ ہر کام میں اس سے مشورہ ضرور طلب کرتے تھے۔ اسے اندازہ تھا کہ تانیہ کو گھریلو معاملات میں اس کی اتنی مداخلت پسند نہیں ہے مگر وہ نظر انداز کر گیا وہ فی الوقت چچا جان پر پوری طرح اثر انداز ہونا چاہتا تھا اور اس میں کامیاب بھی رہا تھا۔ ان کی زبان پر ہر وقت نوفل ہی کا کلمہ رہنے لگا تھا۔

اور پھر شاید قسمت بھی نوفل احسان کا ساتھ دینے پر آمادہ ہو گئی۔ مراد حسن پر فالج کا شدید اٹیک ہوا تھا۔ جس سے ان کی جان تو بچ گئی مگر وہ بالکل بے کار ہو کر بستر پر پڑے رہ گئے۔

ان دنوں جب کسی کو کچھ بھی سوجھ نہیں رہی تھی۔ ایک شام تایا جان اور تائی جان تانیہ کے لیے نوفل احسان کا پروپوزل لیے چلے آئے۔ اسے کچھ خبر نہیں تھی کہ بند کمرے میں وہ لوگ ابو سے کیا مذاکرات کر رہے تھے مگر وہ اتنا ضرور جانتی تھی کہ ابو نے بالکل ہمت ہار دی تھی۔

ایک چلتا پھرتا متحرک شخص یوں بستر کا ہو کر رہ جائے، ساری دنیا سے کٹ جائے، تو وہ اور کر بھی کیا سکتا تھا۔ وہ بول نہیں سکتے تھے مگر مایوسی ان کی آنکھوں سے جھلکتی رہتی تھی۔ وہ تانیہ اور امی کی طرف سے بے حد فکر مند رہنے لگے تھے۔

جب کمرے کا دروازہ کھلا تب تانیہ کو پتا چلا کہ اس کی قید کا وقت آ گیا ہے۔

ابو کی بے چارگی ان کے آنسو اور بے بس کیفیت نفی میں ہلتے اس کے سر کو روک گئی تھی۔ اپنی روح کی پوری طاقت صرف کر کے اس نے بمشکل ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ پھیلا کر سر جھکا لیا تھا۔ اسی وقت قیمتی ہیرے کی انگوٹھی اس کی انگلی میں آ گئی۔ ابو کو پتا نہیں کیا حوصلہ ملا تھا یا دل پر کوئی بوجھ دھرا تھا جو اتر گیا وہ بتدریج خود کو زندگی کی طرف مائل کرنے لگے تھے اور وہ ہر طرف سے آنکھیں اور کان بند کیے اچھی بیٹی بننے کی تگ و دو میں مصروف تھی۔

اگلے روز وہ آفس سے سیدھی خالہ جان کی طرف گئی تھی۔ حالانکہ ایک روز پہلے بھی وہ وہاں آئی تھی مگر خالہ جان نے اسے یوں بھینچ کر پیار کیا جیسے پتا نہیں کتنے دنوں کے بعد ملی ہوں۔ اسے انہوں نے ہمیشہ سے اپنے آنگن میں چلتے پھرتے سوچا تھا کیسے لمحوں میں پرائی ہو گئی تھی۔

''عائزہ کہاں ہے؟'' تک کر بیٹھتے ہی اس نے پوچھا تھا۔

''ابھی ٹیوشن والے بچے پڑھ کے گئے تو فوراً ہی سونے کو لیٹ گئی۔''

''اور بلال؟'' اس نے قدرے جھجک کر پوچھا تو انہوں نے گہری سانس لی۔

''اپنے کمرے میں ہے۔'' وہ بتا کر کہیں پھر شکایتاً

بے کار

سڑک پر حادثوں میں روز ہی دو چار مرتے ہیں
جہازوں کی تباہی سے بھی تو کچھ یار مرتے ہیں
بھلے چنگے گزرتے ہیں تو کچھ بیمار مرتے ہیں
مگر عاشق کو کیا کہیے کہ وہ بے کار مرتے ہیں

....

نازکی

نازکی ان کے لب کی کیا کہیے
دیگ اک حلیم کی سی ہے

(عطیہ ناز۔ رحیم یار خان)

کہنے لگیں۔ ''نئی نئی ملازمت ہے مگر اسے ذرا بھی احساس نہیں۔ آج آفس نہیں گیا۔ پوچھا تو کہنے لگا جی نہیں چاہ رہا۔ تم ہی اسے سمجھاؤ میری تو سنتا ہی نہیں۔''

''اچھا یہ بتائیں آپ نے پکایا کیا ہے؟'' وہ موضوع بدل گئی تو وہ بھی مسکرا دیں۔

''تمہاری پسند کے کریلے گوشت ہیں۔''

''جلدی سے آپ ذرا کھانا گرم کریں، میں ایک شفٹ بلال صاحب کے ساتھ لگا کر آتی ہوں۔''

وہ بڑے لاڈ سے کہتے ہوئے اٹھ گئی تو وہ مسکراتی ہوئی کچن کی طرف چلی گئیں۔

اس نے آہستگی سے دروازہ کھول کر اندر جھانکا۔ تکیہ منہ پر رکھے وہ بستر پر آڑھا ترچھا لیٹا ہوا تھا۔ دروازے پر ہلکی سی دستک دے کر وہ اندر داخل ہو گئی تھی۔ وہ تکیہ پرے کر کے آنے والے کو دیکھنے لگا۔

''ابھی تک سو رہے ہو...... بھگوڑے۔'' تانیہ نے اسے چھیڑتے ہوئے لطیف سا طنز کیا تو وہ سلگ اٹھا۔

''بھگوڑا میں نہیں تم ہو۔ میدان محبت میں مجھے تنہا چھوڑ کر تم بھاگی ہو میں نہیں۔''

تانیہ اس کا انداز و الفاظ نظر انداز کرتے ہوئے بولی۔

''میں تمہارے آفس نہ جانے کی بات کر رہی ہوں۔

جاب سے کیوں بھاگ رہے ہو؟"

"تم میری گارجین نہیں ہو جو یوں پوچھ گچھ کر رہی ہو؟" وہ ساری دنیا سے خفا لگ رہا تھا۔

"کیوں سب کو ڈسٹرب کر رہے ہو بلال؟" وہ تھک کر بستر کے کنارے پر ٹک گئی تھی۔ وہ بھڑک کر اٹھا تھا۔

"کیا تکلیف دی ہے میں نے کسی کو؟ اور تم...... تم نے جو میری پوری ذات بکھیر کے رکھ دی ہے وہ کچھ بھی نہیں؟" باوجود خود پر بہت ضبط کرنے کے لمحوں میں تانیہ کی آنکھوں کے آگے دھند چھا گئی تھی۔

"میں نے کیا کیا ہے بلال؟" وہ ہارے ہوئے بھیگے لہجے میں بولی تھی۔ "میں نے تو ہمیشہ خود کو سینت سینت کر رکھا، کبھی کسی کے جذبوں کی پذیرائی نہیں کی۔ خود کو ہمیشہ ایک بہت پریکٹیکل لڑکی کے روپ میں ڈھالے رکھا کہ میں نہ تو اپنی آزمائش چاہتی تھی اور نہ ہی کسی دوسرے کی۔"

وہ اسی تلخ انداز میں اس کی بات کاٹ گیا۔

"میں قسم کھا کے کہہ سکتا ہوں کہ تم میرے جذبوں سے بے خبر نہیں تھیں اور آنکھیں پڑھنے کا فن تو مجھے بھی آتا ہے تانیہ مراد۔ تم نے کبھی میری حوصلہ شکنی نہیں کی، مجھے کبھی احساس نہیں دلایا کہ راہ محبت پر میں تن تنہا ہی محو سفر ہوں۔ تمہیں میں نے ہر پل ہر لمحہ اپنے ساتھ پایا تھا پھر کب اور کہاں تم راہ بدل گئیں کہ میں تمہاری رفاقت کے نشے میں سرشار جان ہی نہیں پایا۔"

جب سے نوفل احسان اس کی زندگی میں آیا تھا۔ اسے یوں لگنے لگا تھا جیسے اس کے تمام جذبات منجمد ہو گئے ہوں۔ اس نے اس صورت حال سے گھبرا کر کئی بار اپنے دل و دماغ سے رجوع کیا مگر بے حد الجھ کر رہ گئی۔ بلال کی توجہ اس کے انداز اپنی جگہ مگر اس نے کبھی ایسا کوئی واضح اشارہ نہیں دیا تھا کہ وہ کوئی اسٹینڈ لے سکتی۔ تبھی تو وہ ابو کی خواہش کے آگے اتنی آسانی سے سر جھکا گئی تھی ورنہ اگر بلال نے کبھی اس کے آنچل سے آس کے جگنو باندھے ہوتے تو وہ اسی سے صاف بات کر لیتی کیونکہ وہ دوغلی پالیسی کی قائل نہیں تھی اور کوئی بھی نہیں تھا اسی لیے اس نے نوفل احسان کو ہاں کر دی تھی مگر یہ تو اب احساس ہو رہا تھا کہ وہ تھا۔

وہ ہمیشہ سے تھا۔ لاشعور میں۔ دل کی گہرائیوں میں۔

مگر اب وہ چہرہ شعور کی سطح پر جگمگانے لگا تھا۔

بلال احمد کے چند الفاظ اس کے اپنے اندر کا پتا دے گئے تھے۔ دل و ذہن کی کشمکش کا واضح حل سامنے آ گیا تھا۔

وہ کیا شے تھی جو اسے نوفل احسان کی طرف دیکھنے سے روکتی تھی؟

وہ بلال احمد کی جذبوں سے پر آنکھیں تھیں۔

وہ کیا شے تھی جس نے کبھی اسے نوفل احسان کے جذبوں کی پذیرائی نہیں کرنے دی تھی؟

وہ بلال احمد کی خاموش مگر اثر پذیر محبت تھی۔

لمحوں میں اس نے گویا برسوں کا سفر طے کیا تھا۔

"اگر تم میری وجہ سے ہرٹ ہوئے ہو یا ڈسٹرب ہوئے ہو تو سوری مگر میں اپنی صفائی میں اتنا ضرور کہوں گی کہ اگر مجھے تمہاری فیلنگز کا اندازہ ہوتا تو شاید حالات یہ نہ ہوتے۔ مگر اب حالات جیسے جا رہے ہیں انہیں جانے دو۔"

اس نے خود کو بہت زیادہ سنبھال رکھا تھا مگر پھر بھی افتاد بہت اچانک اور اس کی قوت استعداد سے کہیں بڑھ کے تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اس کی آواز کا بھیگا پن چھپائے نہیں چھپ رہا تھا۔

"میں حالات کو یونہی جانے دیتا تانی، مگر جب سے میں نوفل احسان کی اصلیت کو جان پایا ہوں تب سے میرے اندر ایک آگ دہک رہی ہے۔ میں جو اندر سے اتنا فیئر ہو کر بھی تمہیں نہیں پا سکا تو وہ کرپٹ شخص کس طرح تمہارا حقدار ہو سکتا ہے۔ تم اس قابل تو نہیں ہو کہ یوں تمہیں اندھے کنوئیں میں دھکا دے دیا جائے۔"

وہ اب خود کو بہت کمپوز کیے ہوئے تھا۔ تانیہ کے ہونٹوں پر پھیکی سی مسکراہٹ آ گئی۔

"میں جانتی ہوں بلال مگر میرے اس فیصلے نے ابو کی سانسیں آسان کر دی ہیں۔ ان کے اندر پھر سے جینے کی آرزو ہمکنے لگی ہے ورنہ تم نے تو دیکھا تھا کہ کس طرح وہ یہ بازی ہارنے لگے تھے۔ وہ جیسا بھی سہی مگر اس وقت ان کے جینے کی امید بن کے آیا تھا۔ میں کیسے اس کو انکار کر دیتی؟"

"میں تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں تانیہ۔ تم اس جیسے شخص کے ساتھ زندگی نہیں گزار سکتیں۔ تم تو اس کی زندگی میں ہو گی مگر تمہارے مدمقابل ہر وقت ایک کرپٹ عورت ہو گی جسے تمہیں نوفل احسان کی طرح ہی برداشت کرنا پڑے گا۔"

اس کے انداز میں تھکن اترنے لگی تھی اور تانیہ مراد اس حقیقت سے بہت اچھی طرح واقف تھی۔ اس لیے خاموشی کے ایک وقفے کے بعد گہری سانس لے کر قدرے خوشگوار انداز میں بولی۔

"اتنا خیال کرنے کا بہت شکریہ اب اٹھو فوراً میں تمہارے ساتھ کھانا کھا کے جاؤں گی۔ آفس سے سیدھی یہیں آ رہی ہوں۔"

"یوں پل پل تمہارے ساتھ رہنا مگر تم پر کوئی حق نہ رکھنا میرے لیے بہت بڑا امتحان ہے تانیہ پلیز، تم جاؤ یہاں سے۔"

وہ کوئی بھی لگی لپٹی رکھے بغیر بے حد سنجیدگی سے کہتا اٹھ کر باتھ روم میں گھس گیا تو اسے رونا آنے لگا۔

"یا خدا میری آزمائش کب تک؟"

خود کو سنبھالتی وہ اس کے کمرے سے باہر آ گئی۔ خالہ جان کے ساتھ ساتھ عائزہ بھی کھانے پر اس کی منتظر تھی۔

"بلال نہیں آیا؟"

"ابھی آ جائے گا کہہ رہا تھا بھوک نہیں ہے۔"

وہ عائزہ کے ساتھ بیٹھتے ہوئے بے تاثر سے انداز میں بولی خود اس کی اپنی بھوک بھی اڑ گئی تھی مگر اب مجبوری میں ان کا ساتھ دینا پڑ رہا تھا۔ ساتھ ساتھ وہ عائزہ کی باتوں کا بے دھیانی میں جواب دے رہی تھی۔

سنہری باتیں

۱۔ اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو لباس پہن کر بھی ننگی رہیں۔ (حضور اکرم ﷺ)

۲۔ اس دن پر رو جو گزر گیا اور اس میں نیکی نہیں کی۔ (حضرت ابوبکر صدیقؓ)

۳۔ اللہ اس شخص کا بھلا کرے جو میرے عیب میرے پاس بھیجتا ہے۔ (حضرت عمر فاروقؓ)

۴۔ خاموشی غصے کا بہترین علاج ہے۔ (حضرت عثمان غنیؓ)

۵۔ نیکیوں پر مغرور ہونا ان کو برباد کر دیتا ہے (حضرت علیؓ)

(روبینہ رمضان انصاری۔ دینہ)

☆......☆......☆

"بات صرف اتنی سی ہے مائی ڈیئر باہر چاہے جو بھی گند بلا کھا کے آؤ مگر گھر کا کھانا ہمیشہ اہتمام اور سلیقے سے پیش کیا گیا۔ صاف ستھرا ہی جی کو بھاتا ہے۔ باہر چاہے فائیو اسٹار ہو یا چھپر ہوٹل...... وہ ذائقہ بھولنے میں دیر نہیں لگتی۔"

وہ اپنی ساتھی کی آستینوں سے بے نیاز شانوں پر بازو دراز کیے بڑے تنفر کے ساتھ کہہ رہا تھا۔ تانیہ کو ٹھٹھک کر رک جانا پڑا۔

"واٹ ڈو یو مین؟" اس کی ساتھی الجھی تھی۔

"تم اس قیامت کی بات کر رہی ہو نا جس کا نام تانیہ مراد ہے؟" وہ وضاحت کرنے لگا تو لہجہ بہت پرسکون اور مسکراتا ہوا تھا۔

"میری جان سب لڑکیاں ایک سی ہوتی ہیں۔ خوب صورت لفظوں پر مر مٹنے والی، مخمور نظروں سے مسمرائز ہونے والی۔ یا تو جھک جاتی ہیں یا ٹوٹ جاتی ہیں۔ یہ اکڑ اور تنتنا صرف دام بڑھانے والی بات ہے اور جہاں تک اس رشتے کا تعلق ہے تو بات یہ ہے کہ باہر کے رنگا رنگ کھانے کھا کر جب طبیعت اکتا جائے تو گھر کا کھانا

کھانے کو جی چاہنے لگتا ہے' چاہے وہ بالکل سادہ ہی کیوں نہ ہو مگر ایک تقویت ملتی ہے کہ بہت صاف ستھرا ہے۔ کبھی کبھار ان چھوٹے جذبوں کی بارش میں بھیگنے کو بھی دل کرتا ہے۔ تو اس کے لیے تانیہ مراد جیسی بیوی کا ہونا بہت ضروری ہے جسے اچھی طرح ٹھونک بجا کر دیکھ لیا گیا ہو کہ وہ چکنے لفظوں سے پھسلنے والی شے نہیں ہے۔ اس کے بعد باہر تو آپ کے عیش ہی عیش ہیں۔"

"اوہ...... یعنی ہماری حکومت بھی ختم ہونے والی نہیں ہے۔"

اس کی ساتھی بڑے ناز سے کھلکھلائی تھی۔

اس قدر گھٹیا طرز گفتگو...... تانیہ لمحوں میں سنسنا اٹھی تھی۔ اشتعال کی لہر سر سے پیروں تک دوڑ اٹھی تو اس نے بالکل بھی پرواہ نہیں کی کہ اس کے اس اقدام کا کیا نتیجہ نکل سکتا ہے۔ وہ سائیڈ سے ہو کر ان دونوں کے سامنے آئی تھی جو پریم پنچھی بنے بہت انجوائے منٹ کے موڈ میں تھے۔

"بہت خوب۔" تانیہ نے سلگتے لہجے میں اسے داد دی تھی تو حقیقتاً وہ گڑبڑا گیا۔ وہ اس تقریب میں آنے سے صاف انکار کر چکی تھی اور اب یوں اسے سامنے پا کر وہ بھی ایسے موقع پر جب وہ اپنے دل کی بھڑاس نکال چکا تھا گھبرانا ایک فطری عمل تھا۔

"تمہارے خیالات جان کر بے حد خوشی ہوئی نوفل احسان۔"

وہ چبھتی ہوئی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ نوفل نے کھنکھارتے ہوئے اپنا بازو ماہین کے شانوں سے ہٹایا اور مسکراتے ہوئے بولا۔

"تم کب آئیں؟ مجھے پتا ہی نہیں چلا۔"

"میں اس وقت آئی ہوں جب تم اپنے نادر خیالات کا اظہار کر رہے تھے۔" وہ تلخی سے بولی تھی پھر گہری سانس لے کر مسکرائی۔ "میں آج بہت سچے دل سے تمہاری طرف پلٹی تھی' خیال تھا کہ نئی زندگی کی شروعات سچائی اور دوستی کے رشتے سے ہونی چاہیے۔ مگر میرا خدا کچھ اور ہی معجزہ دکھانا چاہتا تھا۔ تم کس قدر گندگی اور غلاظت میں لپٹے دکھائی دے رہے ہو نوفل۔"

"شٹ اپ۔" وہ دانت پیس کر غرا اٹھا تھا۔ پارٹی میں موجود تمام دوستوں نے ان کی طرف متوجہ ہونا شروع کر دیا تھا۔

"یو شٹ اپ نوفل احسان۔" وہ اس سے بھی اونچی آواز میں بولی تھی۔ "تم کیا سمجھتے ہو کہ باہر کے گند بلا پر منہ مار کر جب تم لوگ گھر پہنچتے ہو تو بہت صاف ستھرا حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق تیار کھانا تمہاری ٹیبل پر پڑا ہوتا ہے؟ یو آر رانگ۔ خوش فہمی ہے یہ تمہاری۔ جب خدا نے کہہ دیا ہے گندے کے لیے گندا اور اچھے کے لیے اچھا' ایمان کے لیے ایمان اور کفر کے لیے کفر' تو پھر تمہاری اس خوش فہمی پر ہنسی ہی آتی ہے۔ جب تک اپنے قدموں کو غلاظت سے پر راستے سے ہٹا نہ لو کبھی یہ مت سمجھنا کہ پھولوں بھری روش تمہارے قدموں تلے آئے گی اور میں نے بہت سچ کہا تھا نوفل احسان۔" اس نے تمتماتے ہوئے چہرے کے ساتھ کہتے ہوئے اس کے پہلو میں کھڑی ماڈرن ازم کی دلدادہ ماہین پر استہزائیہ نگاہ ڈالی تھی۔ پھر بولی۔ "تم آج تک فقط گندے جوہڑوں سے سیراب ہوتے رہے ہو۔ کیونکہ تمہارا مطمح نظر صرف "پیاس" تھی۔ شفاف اور رواں چشمے یقیناً خدائے بزرگ و برتر نے تم جیسوں کے لیے بنائے ہی نہیں۔"

اس نے بہت اطمینان سے کہتے ہوئے اپنی انگلی میں سے انگوٹھی نکال کر ماہین کی انگلی میں ڈال دی اور بہت رسان سے بولی۔

"میرے خیال میں یہ اب اپنے اصل حقدار تک پہنچی ہے۔ بہت کیوٹ لڑکی ہے۔ تمہاری ہم مزاج و ہم خیال۔ تمہیں یقیناً سوٹ کرے گی اور میری ایک بات ساری عمر یاد رکھنا نوفل۔ ہر لڑکی جھکنے یا ٹوٹنے کو تیار نہیں ہوتی۔ ان میں سے بہت سی تانیہ مراد بھی ہوتی ہیں جو عزت کو ہر حال میں ذلت پر ترجیح دیتی ہیں ورنہ زندگی تو آنکھیں اور کان بند کر کے سونے کے نوالے کھا کر بھی گزر جاتی ہے۔"

اس کے جانے کے چند لمحوں بعد تک وہ وہیں ساکت کھڑا رہا تھا۔ مٹھیاں بھینچے دانت پر دانت جمائے۔

کیا تھی وہ تانیہ مراد؟ ایک بہت عام سی لڑکی' جس میں نہ تو اس کی دوستوں جیسی ادائیں تھیں نہ بے باکی۔

پھر کیوں وہ اسے اتنا سر پر چڑھا رہا تھا۔ کیسے وہ رگ رگ میں انگارے دوڑا گئی تھی۔

وہ اپنے کیے پر کبھی نادم نہیں ہوا تھا اور نہ ہی اب کبھی ہونے کا ارادہ تھا مگر محفل پر چھائی خاموشی ان لمحوں میں اسے کوڑے رسید کر رہی تھی۔ کس قدر ذلیل کر گئی تھی وہ۔

"ایکسکیوزمی۔" ماہین کی انگلی میں پڑی انگوٹھی پر ایک نظر ڈال کر وہ تیزی سے اندر چلا گیا تو ذہن میں ہلکی سی سنسناہٹ دوڑ اٹھی۔

"کیا واقعی...... میری راہ میں صرف گندے جوہڑ ہی......"

وہ گھر پہنچی تو بلال آیا بیٹھا تھا۔ یونہی ناراض اور خفا خفا سا۔

اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ دوڑ گئی۔

آزادی کا احساس رگ رگ میں ٹھاٹھیں مارنے لگا تھا۔

وہ سیدھی ابو کی طرف آئی تھی۔

"اتنی جلدی آگئیں۔ ابھی تو گئی تھیں۔" امی حیران ہوئیں تو لحظہ بھر کے توقف کے بعد اس نے بغیر رکے تمام باتیں دہرا دیں۔

بے حد خاموشی محسوس کر کے اس نے ذرا سی پلکیں اٹھا کر دیکھا تو ابو کی آنکھوں میں چمکتی نمی اسے بے قرار کرنے لگی۔

"آپ بالکل نہیں روئیں گے خالو جان۔ کیا اس نے کچھ غلط کیا ہے؟"

بلال فوراً صورت حال کنٹرول کرنے لگا تھا۔ انہوں نے بہ وقت نفی میں سر ہلایا تو تانیہ نے ان کا ہاتھ تھام کر لبوں سے لگا لیا۔

"میں تو پہلے ہی کہتی تھی۔" امی نے تاسف سے کہا تو بلال نے معصومیت کا مظاہرہ کیا۔

"اور وہ جو میں آپ سے کہا کرتا تھا؟"

امی کے ہنسنے پر وہ وہاں سے اٹھ گئی مگر وہ اس کے پیچھے کمرے میں چلا آیا۔

"بہت افسوس ہو رہا ہے منگنی ٹوٹنے کا؟"

اس نے جلایا تو تانیہ نے بھی کسر نہیں چھوڑی' منہ بنا کر بولی۔ "ظاہری بات ہے۔"

وہ دانت پیس کر اس کی طرف بڑھا تو مجبوراً تانیہ کو اس کے آگے ہاتھ جوڑنے پڑے۔ اس نے ڈائری کھول کر گویا ایک نیا باب لکھنا شروع کیا تھا۔

تم نے اقرار مانگا ہے
تو سنو
دل کے سچے جذبے
اظہار کے محتاج نہیں ہوتے
یہ تو وہ جذبے ہیں جو جگنو بن کر
آنکھوں میں چمکتے ہیں
ہونٹوں کے نرم گوشوں میں رہ کر
دل میں بستے ہیں
تم مجھ میں اسی طرح سمائے ہوئے ہو
کہ جیسے
تاروں میں چمک' تتلی میں رنگ
میرا تمہارا رشتہ اٹوٹ ہے' جسم و جاں کا ہے
جو جڑا ہے تو زندگی اور ٹوٹ جائے تو موت

اس کے شانے پر سے جھانک کر پڑھتے بلال کے ہونٹوں پر پرسکون سی مسکراہٹ پھیل گئی۔